Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
August 22, 2025

A Strong Economy Represents a Stable Pakistan

مضبوط معیشت ہی مستحکم پاکستان کی علامت ہے

Dr. Muhammad Naeem Anwar
Associate Professor, Department of Arabic and Islamic Studies
Government College University, Lahore
E-mail: dr.naeemanwer@gcu.edu.pk

Dr Ghulam Murtaza
Ph.D (Islamic Studies)
E-mail: drmurtazaphd@gmail.com

Abstract

A stable economy is the cornerstone of a prosperous and resilient Pakistan. It ensures sustainable growth, reduces poverty, and creates employment opportunities for the nation. Economic stability strengthens Pakistan's global standing, minimizes reliance on foreign aid, and fosters self-reliance. A robust economy also improves key sectors like education, healthcare, and infrastructure, enhancing citizens' quality of life. By promoting industrialization, innovation, and trade, Pakistan can achieve long-term development goals. Thus, a strong economy is not just a necessity but a symbol of a thriving and sovereign Pakistan.

Keywords: Strong Economy, Stable Pakistan, Economic Growth, Self-Reliance

تمہید:

مضبوط معیشت کسی بھی قوم کی ترقی اور استحکام کی بنیاد ہوتی ہے۔ یہ نہ صرف عوام کی خوشحالی کو یقینی بناتی ہے بلکہ ملک کو خود انحصاری کی راہ پر گامزن کرتی ہے۔ پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک کے لیے اقتصادی استحکام انتہائی اہم ہے، کیونکہ یہ بیرونی قرضوں سے نجات اور روزگار کے نئے مواقع پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ جب معیشت مستحکم ہوتی ہے تو تعلیم، صحت اور انفراسٹرکچر جیسے شعبوں میں بھی بہتری آتی ہے۔ لہٰذا، ایک مضبوط معیشت

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 22, 2025

ہی حقیقی معنوں میں پاکستان کی ترقی اور عظمت کی علامت ہے۔

مضبوط معیشت اور یاد الٰہی:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا ۔(1)

"اور جس نے میرے ذکر (یعنی میری یاد اور نصیحت) سے روگردانی کی تو اس کے لیے دنیاوی معاش (بھی) تنگ کر دیا جائے گا۔"

اب اس آیہ کریمہ میں لفظ "ذکر" ہماری فکر کو سوچنے اور غور کرنے کی دعوت دے رہا ہے۔ بعض ائمہ مفسرین نے ذکر سے مراد قرآن حکیم اور اس کی تعلیمات کو مراد لیا ہے اور بعض نے اس سے اسلام کی مجموعی تعلیمات کو مفہوم کیا ہے اور بعض ائمہ نے اس سے رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ اور آپ کے اسوہ حسنہ کو مراد لیا ہے کہ جس فرد اور قوم نے اللہ کی ہدایت کے اس چشمے سے بے نیازی کا مظاہرہ کیا اور اس قوم نے برے اور قبیح اعمال کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اپنا لیا اور وہ فرد و قوم برے عمل اور حرام فعل میں مبتلا ہو گئی۔

وہ فرد و قوم جس نے سادہ زندگی ترک کر کے تعیش پسند زندگی اختیار کر لی، جس نے قناعت کی زندگی کو چھوڑ کر حرص کی زندگی کو اپنا لیا۔ جس نے مال و اسباب کی تلاش میں محنت کی بجائے غفلت کی زندگی اپنائی، جس نے دنیا کی حرص و لالچ کو اپنا مطمع نظر بنا لیا اور جس نے اپنے دل کو صرف اور صرف غم روزگار کا ٹھکانہ بنا لیا۔ ایسا فرد اور ایسی قوم کبھی بھی آسودہ حال نہیں ہو سکتی اور اس فرد اور قوم کی زندگی کبھی بھی تنگی سے فراخی میں نہیں بدل سکتی اور اس کی زندگی کا اندھیرا کبھی بھی روشنی میں تبدیل نہیں ہو سکتا۔ ملکی معیشت کسی بھی فرد اور قوم کی زندگی کا نام ہے "ضنکاً" کے متعدد معانی ہیں۔ اس سے مراد کسی فرد اور قوم کی زندگی میں تنگی مراد ہے اور اسی طرح کسی بھی فرد اور قوم کی زندگی میں سختی مراد ہے۔(2)

کمزور معیشت کا سبب:

"معيشة ضنكا" کا معنی یہ بھی ہے جس کی طرف قرآن حکیم میں یوں اشارہ کیا گیا ہے:

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ۔(3)

"اور ان پر ذلّت اور محتاجی مسلط کر دی گئی۔"

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 22, 2025

ان کے قبیح اور مجرمانہ افعال کی وجہ سے ان پر ذلت اور غربت مسلط کی گئی ہے اور وہ اپنے برے اعمال کی وجہ سے غضب الٰہی کا شکار ہوئے اور انھوں نے اپنی آرزوؤں کی پرستش کی تھی اور انھوں نے احکامات الٰہیہ کو ترک کیا تھا اور اپنی زندگیوں سے ان کو دور کیا تھا اور اپنی باطل خواہشات کو اپنی زندگی کا مرکز و محور بنایا تھا اور اپنے نبی ورسول کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا تھا اور اللہ کی آیات کا کھلم کھلا انکار کیا تھا اور اپنی معاشرتی زندگی میں ہر برائی کو اختیار کیا تھا، جب کوئی فرد اور قوم اپنے وجود میں ہر برے عمل کی پہچان بن جائے تو ایسے فرد اور قوم کی منزل اس کی معیشت کی خرابی اور تنگی میں ہے۔

افراط زر اور پاکستانی معیشت:

تاریخ انسانی میں جب بھی کسی فرد اور قوم نے عظیم جرائم اور قبیح ترین افعال کو ہی اپنی زندگی میں اپنایا ہے تو اس فرد اور قوم کا انجام اس کی معیشت اور اس کی انفرادی اور اجتماعی حیات کی ہلاکت کی صورت میں نظر آیا ہے اور قرآنی الفاظ ذلت و مسکنت اللہ کی رحمت سے محرومی کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور اللہ کے غضب اور لعنت میں گرفتار ہونے کی طرف مشعر نہیں۔آج کے دور میں جس چیز نے ہماری ملکی معیشت کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا ہے وہ افراد زر ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ اشیاء کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ ہوتا رہتا ہے جبکہ زر کی اپنی قوتِ خرید میں مسلسل کمی ہوتی چلی جاتی ہے۔

جدید معاشی نظام میں بالخصوص زر اعتباری کے رواج کی وجہ سے بہت سی پیچیدگیاں پیدا ہو گئی ہیں۔آج کے دور میں افراط زر کے مسئلے نے ایک عالم گیر حیثیت اختیار کر لی ہے۔افراط زر کا مسئلہ آج ایک اجتماعی نوعیت کا مسئلہ بن گیا ہے بلکہ یہ مسئلہ عمومی اور عالمی سطح کا بن گیا ہے۔آج ہمارے روپے کی قدر میں مسلسل کمی ہو رہی ہے۔روپے کی قدر میں تنزلی اور کمی کا یہ وصف اس کا ایک لازمی اور مستقل حصہ بن گیا ہے۔ماضی میں کرنسی زیادہ تر قیمتی دھاتوں سے بنائی جاتی تھی۔اس لیے زر کی قدر مستحکم رہتی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ سونا اور چاندی کی اپنی ذاتی قدر اور اپنی ذاتی منفعت بھی تھی جو اس کی قوت خرید کو مستحکم رکھتی تھی جبکہ آج کاغذی کرنسی کی صورت رکھتے ہیں۔

ان کی حیثیت زر اعتباری کی ہے ان کی اپنی ذاتی کوئی قدر نہیں ہے۔ماضی میں اشیاء کا مبادلہ براہ راست اشیاء سے بھی ہو جاتا تھا۔جس کو بارٹر

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 22, 2025

سسٹم کہتے ہیں۔اس لیے افراط زر کا مسئلہ اس وقت پیدا نہیں ہوتا تھا۔ماضی میں اشیاء کی قیمتیں فطرتی طور پر بڑھتی تھیں، کبھی ان کی قیمتیں بڑھ جاتی تھیں اور کبھی فطرتی طور پر کم ہو جاتی تھیں جبکہ آج کل افراط زر کی وجہ سے اشیاء کی قیمتیں مسلسل بڑھ رہی ہیں۔ماضی میں اشیاء کی قیمتوں میں اجتماعی طور پر اضافہ نہیں ہوتا تھا بلکہ انفرادی سطح پر کسی شے کی قیمت میں اضافہ یا کمی ہو جاتی تھی۔(4)

جبکہ آج کے دور میں اشیاء کی قیمتوں میں اجتماعی سطح پر اور حکومتی سطح پر مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔آج کے دور میں اشیاء کی رسد کی مستقل اور مسلسل کم ہو رہی ہے۔ جبکہ ان کی طلب مسلسل بڑھ رہی ہے۔ طلب ورسد میں کمی و بیشی کا رجحان بھی افراط زر میں مسلسل اضافے کا باعث بن رہا ہے۔آج اشیاء کی طلب ورسد میں فطرتی عوامل کے ساتھ ساتھ خود ساختہ اور مصنوعی عوامل کا بھی ایک موثر کردار ہے جس کی وجہ سے افراط زر کا مسئلہ درپیش ہے۔افراط زر کے مسئلے نے ہمارے روپے کی قوت خرید کو بری طرح متاثر کیا ہے۔اس کی عددی مقدار مسلسل بڑھ رہی ہے جبکہ اس کی قوتِ خرید مسلسل اور روز بروز کمزور پڑ رہی ہے۔

ہر روز روپیہ غیر ملکی کرنسیوں کے مقابلے میں مسلسل انحطاط اور زوال کا شکار ہو رہا ہے۔اس کی مسلسل گراوٹ اور اس کی مستقل تنزلی قوم کی مسلسل گراوٹ اور مستقل تنزلی کی علامت بنتی جا رہی ہے۔ہمارا قومی اور بین الاقوامی وقار مسلسل کم ہو رہا ہے اور ہم مستقل اور مسلسل ایک بھکاری قوم کے طور پر دنیا کے نقشے پر ابھر رہے ہیں۔ہم اقوام عالم میں ایک مفلوک الحال قوم بنتے جا رہے ہیں۔دنیا میں ہماری حیثیت ایک فقیر اور بھکاری کی سی ہو رہی ہے۔

ملک پاکستان کی مجموعی حالت:

ہم اپنے ملک طرح طرح کی اور ہر ضرورت کی اشیاء پیدا کرنے کی بجائے قرضوں کے حصول میں مگن ہیں۔ہم دنیا سے قرضے لے کر ان کی اشیاء خریدنا چاہتے ہیں۔پاکستان ہر پاکستانی کے گھر کی طرح ہے، ہم 76 سال سے اس گھر کو قرضوں پر چلا رہے ہیں۔اب حالت یہ ہے کہ اس گھر میں ہم رہ رہے ہیں مگر ہمارے سارے اخراجات کوئی اور برداشت کرتا ہے۔ہمیں اپنی ضرورت کی جب بھی کوئی چیز خریدنی ہوتی ہے تو ہم ادھار لیتے ہیں اور اس ادھار پر بھاری سود ادا کرتے ہیں۔ہمارے گھر پاکستان کو چلانے والا کبھی کوئی عام وردی میں آتا ہے۔کبھی کوئی خاص وردی میں آتا ہے۔دونوں نے

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 22, 2025

اس گھر پاکستان کو چلانے کی بہت کوشش کی ہے۔کسی نے اس گھر پاکستان کو چلانے کے لیے قرض لیا ہے اور کسی نے اس گھر پاکستان کو بسانے کے لیے امداد لی ہے۔یہ گھر پاکستان 76 سالوں سے مسلسل اور مستقل غیروں کے قرضوں اور غیروں کی امداد پر چل رہا ہے۔

کمزور معشت کی دوسری وجہ:

ہم نے 76 سال سے اس گھر پاکستان کو بغیر قرضوں اور امداد کے چلانے کے لیے اپنے تیئں سوچ بچار بھی بہت کی ہے۔مگر ہم کامیاب نہیں ہو سکے۔ہم غیروں کے قرضے ادانہ کرنے کی وجہ سے آج بری طرح پھنس چکے ہیں۔ہم ملک میں ہر شعبے میں زیادہ اشیاء پیدا کرنے کے بجائے زیادہ سے زیادہ نوٹ چھاپ رہے ہیں۔جس کی وجہ سے معاشرے میں اشیاء مسلسل کم ہو رہی ہے اور نوٹ زیادہ سے زیادہ ہو رہے ہیں۔ہم بے شمار نوٹ لے کر جاتے ہیں اور تھوڑی سی اشیاء لے کر آتے ہیں۔ہمارے اس گھر پاکستان میں اپنی اشیاء کی رسد کم ہو رہی ہے جبکہ زر اور روپے کی بہتات ہو رہی ہے۔

اس لیے قیمتیں آسمان کو چھو رہی ہیں جس کی وجہ سے معاشرے میں تیزی کے ساتھ داخلی بے سکونی بڑھ رہی ہے اور داخلی امن خراب ہو رہا ہے۔بھوک وافلاس بہت تیزی کے ساتھ اپنے اندھیرے اور اپنے ڈیرے ہمارے گھروں میں ڈال رہی ہے۔پیٹ کی بھوک ہم سے اخلاقی ایمانی اور اسلامی اقدار چھین رہی ہے۔پیٹ کی حاجت وضرورت پوری کرنے کے لیے آج ہم کسی برائی کو برائی ہی نہیں جانتے ہیں اور کسی شر کو شر ہی نہیں سمجھتے ہیں اور کسی قانون کی پاسداری کو اپنی ذمہ داری ہی محسوس نہیں کرتے ہیں اور ہم اپنی بھوک کو مٹانے کے لیے اپنے ساتھ کے گھر اور اپنے شہر میں نقب لگاتے ہیں،چوریاں کرتے ہیں۔ڈکیتیاں کرتے ہیں،حرام خوری کرتے ہیں،جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ناحق دوسروں کے مال کو غصب کرتے ہیں۔دوسروں کی عزتوں کو لوٹتے ہیں۔

عوام کی موجودہ صورتحال:

ہمارے گھر پاکستان کی حالت یہ ہوگئی ہے کہ اس گھر پاکستان کے بے شمار افراد مہنگائی کے باعث بیروزگار ہیں۔یہ کام کرنا چاہتے ہیں ان کے لیے کام کرنے کے مواقع نہیں ہیں۔یہ چھوٹے چھوٹے باعزت روزگار شروع کرنا چاہتے ہیں۔ان کی ابتدائی مالی مدد کرنے والا کوئی نہیں۔یہ چور

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 22, 2025

نہیں بنناچاہتے حالات ان کو چور بننے پر مجبور کررہے ہیں۔ یہ ڈاکو نہیں بنناچاہتے گھر کی غربت اور مال کی شدید حاجت ان کو ڈاکو بنارہی ہے۔ یہ اپنے گھر پاکستان کو زمانے کے اندھیروں میں بھی روشن کرناچاہتے ہیں مگران کے لیے اس گھر کے دیے کا تیل بہت ہی مہنگا کر دیا گیا ہے۔ یہ امن کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں مگر کوئی غیر مری قوت ان کا امن چھین رہی ہے۔ یہ محبت کے ساتھ زندگی گزارناچاہتے ہیں مگر کوئی ان کو مسلسل نفرت دے رہا ہے۔

یہ عزت کے ساتھ جیناچاہتے ہیں مگر کوئی مسلسل ان کی عزت کو تارتار کررہا ہے۔ یہ محنت کرناچاہتے ہیں مگر کوئی ان کو محنت کرنے کے مواقع فراہم نہیں کررہاہے۔ یہ آزاد اور عزت کی زندگی گزارناچاہتے ہیں کوئی مسلسل ان کو غلام بنارہاہے۔ یہ اپنی زمین اور اپنی محنت چاہتے ہیں مگر کوئی مسلسل ان کو عاری اور مزارے بنائے ہوا ہے۔ یہ اپنی چھوٹی سی فیکٹری لگاناچاہتے ہیں مگر کوئی ان کو مسلسل مزدور بنا کر رکھناچاہتا ہے۔ یہ اپنے فیصلے خود کرناچاہتے ہیں مگر فیصلوں کے ایوان کا دروازہ ان پر بند ہے۔اس لیے کہ ان کے پاس حرام کا سرمایہ نہیں ہے۔ یہ اپنے علاقے کے چور اور ڈاکو نہیں ہیں۔ یہ قوم کے لٹیرے اور ڈاکو نہیں ہیں۔ یہ اس قوم کے وڈیرے اور جاگیر دار نہیں ہیں۔ یہ اس قوم کے سرمایہ دار نہیں ہیں، یہ مال میں غریب ہیں،ان کی زندگی بھی غریب کی سی ہے ان کی معاشرت بھی غریب ہے اور ان کی سیاست بھی غریب ہے۔ غریب بہر صورت غریب ہی ہوتا ہے۔اس کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا۔

تبدیلی کا ایک ہی طریقہ:

اس غریب نے آج اگر اپنی حالت بدلنی ہے اپنی ذات، اپنی قوم اور اپنے ملک کو عظیم بنانا ہے تو اپنی حالت کو بدلنے کا اس کو خود فیصلہ کرنا ہے۔اس کو بے عمل رہنے کی بجائے محنت سے عمل کرنا ہوگا۔اس کو بیروزگار رہنے کی بجائے اپنا روزگار خود پیدا کرنا ہوگا۔اپنی کمزوری کو طاقت میں خود بدلنا ہوگا۔اپنی بیماری کو صحت میں لانا ہوگا،اپنی بے کسی کو اپنی طاقت بنانا ہوگا اور اپنی مجبوری کو قوت بنانا ہوگا، اپنی غلامی کو آزادی میں بدلنا ہوگا۔اپنی کسمپرسی کو عظمت کا نشان بنانا ہوگا۔اپنے کمزور ارادے کو قوی ارادے میں ڈھالنا ہوگا کچھ نہ کرے کو کچھ کرے کی سوچ میں بدلنا ہوگا۔اپنی فکر کو صحیح سمت دینا ہوگی۔اپنے عمل کو صحیح قابل میں ڈھالنا ہوگا۔اپنی غیر ذمہ داری کو احساس ذمہ داری میں تبدیل کرنا ہوگا۔اپنی بے شعور زندگی کو باشعور زندگی بنانا ہوگا۔اپنی نالائقی کو لیاقت میں بدلنا ہوگا۔اپنی بے صلاحیتی کو صلاحیت کا رنگ دینا ہوگا۔اپنے بے حمیتی کو حمیت کا روپ دینا ہوگا۔اپنی ذلت

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 22, 2025

کو عزت کا لباس پہنانا ہو گا۔ اپنی بے توقیری کو نشان توقیر بنانا ہو گا اور اپنی بے حیثیتی کو قابل حیثیت میں بدلنا ہو گا۔ اپنی لاچارگی کو زمانے کا چارا ساز بنانا ہو گا۔ اپنی نااتفاقی کو قوی اتفاق میں لانا ہو گا۔

انفرادی منفعت پر اجتماعی منفعت کو ترجیح دینا ہو گی۔ پوری قوم کی عزت کو اپنی عزت بنانا ہو گا۔ ذاتی وقار پر قوی وقار کو ترجیح دینا ہو گی اور ذاتی سوچ پر قومی سوچ کو فائق جاننا ہو گا۔ ان پڑھ کو تعلیم و شعور دینا ہو گا، غیر ذمہ دار کو ذمہ دار بنانا ہو گا۔ خائن کو امانت دار بنانا ہو گا، منصب دار کو صاحب احساس بنانا ہو گا، قوت اقتدار کے مالک شخص کو قوم کا مہرباں اور رحمدل بنانا ہو گا اور حاکم وقت کو قوم کا خیر خواہ بنانا ہو گا اور قوم کے محافظ کو اس کی ساری انسانی اور اسلامی اقدار کا پاسباں بنانا ہو گا۔

اگر ہم خود کو نہ بدلیں گے تو ہم کبھی بھی نہ بدلیں گے، سارا زمانہ بدل جائے گا، ساری قومیں بدل جائیں گے، سارے ملک بدل جائیں گے، مگر ہمارا ارادہ نہ بدلنے کا ہے اس لیے ہم نہیں بدلیں گے اور اگر ہم نے بدلنے کا انفرادی اور اجتماعی ارادہ کر لیا تو ہم کو دنیا کی کوئی قوت بدلنے سے روک نہیں سکتی۔ کوئی طاقت ہمارے بدلنے کے عزم میں حائل نہیں ہو سکتی، ہم پوری قوم اگر محنت نہ کریں تو ہمیں کبھی بھی عزت نہیں مل سکتی۔ ہم اگر ملک کی حالت نہ بدلیں تو کوئی ہمیں بدل نہیں سکتا۔

اگر ہم بحیثیت قوم کرپشن کو برا نہ جانیں تو کوئی قوم ہمیں اس کو برا جاننے پر مجبور نہیں کر سکتی۔ اگر ہم کرپشن کو ختم نہ کرنا چاہیں تو دنیا کی قوت ہم سے کرپشن ختم نہیں کرا سکتی۔ ہم اگر ملک کی حالت نہ سنوارنا چاہیں تو کبھی بھی اس کی حالت سنور نہیں سکتی۔ اگر ہم ملک و قوم کی تقدیر نہ بدلنا چاہیں تو کوئی دوسری قوم و ملک اس کی تقدیر بدل نہیں سکتے۔ ہمیں اغیار کی سازشوں کا مقابلہ کرنا ہے اور ہمیں دشمنوں کی چالوں کا توڑ کرنا ہے۔ ہمیں اپنے زندہ قوم ہونے کا ثبوت اپنے زندہ اقدامات سے خود دینا ہے۔ اقوام عالم میں ہماری عزت، ہماری خود انحصاری میں ہے، ہمارا قومی وقار، ہماری معیشت کی بقا اور استحکام میں ہے۔ ہماری قومی قوت، ہمارے سیاسی اور معاشی استحکام میں ہے، ہماری طاقت قوم کے مکمل اعتماد میں ہے۔

پاکستان میں بسنے والے باشندے اگر دنیا کے نقشے میں ایک باعزت قوم بن کر جینا چاہتے ہیں تو اس کا ایک قرآنی ضابطہ ہے ان کو از خود بدلنا ہو گا۔ اس لیے باری تعالیٰ نے صراحتاً قیامت تک یہ اعلان کر دیا ہے کہ

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 22, 2025

اِنَّ اللہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ۔(5)

” بے شک اللہ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا یہاں تک کہ وہ لوگ اپنے آپ میں خود تبدیلی پیدا کر ڈالیں۔“

اس لیے ہم اپنی زبان میں بھی اس قرآنی فکر کو اس شعر کے ذریعے بھی اقوام کے عروج اور زوال کو فلسفے کو جانتے رہتے ہیں کہ

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

افراط زر کا مفہوم اور اس سے پیدا ہونے والے مسائل:

آج افراط زر نے دنیا ہائے معیشت میں بڑے بڑے مسائل پیدا کر دیے ہیں۔ افراط زر یہ اس وقت وجود میں آتا ہے جب ملک میں اشیاء اور خدمات کی رفتار طلب زیادہ ہو جائے جبکہ ملک میں مجموعی پیداوار کم ہو جائے یوں ملک میں اشیاء اور خدمات کی رسد کم ہو جاتی ہے اور ان کی طلب بڑھ جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے قوم کو مسئلہ افراط زر سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس کے متعدد عوامل ہیں کبھی اشیاء کی پیداوار میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے، کبھی ٹیکسوں کی مقدار بڑھا دی جاتی ہے۔ کبھی اشیاء کو پیدا کرنے کے لیے بجلی نایاب ہوتی ہے یا اس کی قیمت میں بے پناہ اضافہ کر دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے اشیاء کی پیداوار کا عمل رک جاتا ہے۔

ملک میں انڈسٹری بند ہونے لگتی ہے، فیکٹری میں پیدا ہونے والی اشیاء کی لاگت بڑھ جاتی ہے اور ان کی قیمت میں اضافے سے ان کی طلب کم ہو جاتی ہے۔ یوں ان کی رسد کم ہو جاتی ہے فیکٹری و انڈسٹری نقصان اٹھانے لگتی ہے۔ بالآخر وہ فیکٹری اشیاء کو پیدا کرنے کا عمل ترک کر دیتی ہے۔ اس لیے کہ اشیاء کو پیدا کرنے کے اخراجات زیادہ آتے ہیں اور ان سے منافع کم حاصل ہوتا ہے۔ حتی کہ اشیاء کی لاگت بڑھ جاتی ہے۔ منافع بھی خسارے میں بدل جاتا ہے، کوئی بھی عقلمند شخص خسارے کی تجارت نہیں کرتا ہے۔ یوں افراط زر کی وجہ سے ملک کی معیشت کا چلتا ہوا پہیہ جام ہو جاتا ہے۔ معیشت کی ترقی رک جاتی ہے معاشرے میں بیروزگاری پھیل جاتی ہے۔ بیروزگاری مختلف معاشرتی جرائم کو جنم دیتی ہے۔(6)

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 22, 2025

افراط زر سے معاشرے کی حالت اور حکومتی ذمہ داری:

یوں معاشرے میں اچھے انسان برے انسانوں کی شکل میں دکھائی دینے لگتے ہیں۔ امانت دار بد دیانت بن جاتے ہیں۔ حلال کے طالب حرام کی طرف بڑھنے لگتے ہیں۔ معاشرے کا امن تیزی سے بدامنی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ فیکٹریاں بند ہو جاتی ہیں۔ مزدور ہڑتالوں پر نکل آتے ہیں۔ ملک میں امن و امان کا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ حکمرانی اور حکومت یہ پھولوں کی سیج نہیں ہے اس لیے کہ حکومت کرنے کی ذمہ داری درحقیقت ہر پاکستانی گھر کی کفالت کی ذمہ داری نبھانے کی ہے۔ ہر فاقہ کش کی بھوک مٹانے کی ذمہ داری ہے، ہر بیروزگار کو روزگار دینے کی ذمہ داری ہے، ہر بے علم کو علم دینے کی ذمہ داری ہے اور بیمار کا علاج کرانے کی ذمہ داری ہے اور ہر بے چھت اور بے گھر کو چھت دینے اور گھر فراہم کرنے کی ذمہ داری ہے۔ ریاست کے ہر فرد کی ذمہ داری اپنے کندھوں پر لینے کی ذمہ داری ہے۔ اس لیے حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا:

اگر دریائے فرات کے کنارے بکری کا بچہ بھی بھوک سے مر گیا تو کل قیامت کے روز عمر سے اس کے بارے میں بازپرس ہو گی۔

ہر دور میں حاکم وقت کی ذمہ داری سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔ یہ ذمہ داری اپنی ذات سے بھی بڑھ کر ہے، اس ذمہ داری کو لینے والا خود کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے اضافی احکام کا اپنے آپ کو مکلف بناتا ہے، یہ ذمہ داری جبراً نہیں دی جاتی ہے اور یہ ذمہ داری خود انسان قبول کرتا ہے۔ اس لیے قیامت کے روز اپنے ذاتی فرائض کے علاوہ قومی فرائض کے حوالے سے بھی وہ جوابدہ ہو گا۔

افراط زر اور زر کاغذی کا جب سے دنیا میں ظہور ہوا ہے۔ اس کی purchasing power قوتِ خرید میں اس تخلیق کے بعد مسلسل گراوٹ آتی رہی ہے اور اس میں کمی کا رجحان مسلسل بڑھتا رہا ہے۔ ہر آفت، ہر جنگ، ہر مصیبت اور ہر بدامنی اس کی قدر کو کم کیا ہے اور اس کی مقدار اور اس افراطِ زر کی شرح کو بڑھایا ہے۔ خود حکومتوں کی ناقص پالیسیاں بھی افراطِ زر کو مسلسل بڑھاتی رہی ہیں۔ افراط زر کو کبھی برآمدات میں اضافے کے نام پر بڑھایا گیا اور کبھی قدر زر میں کمی کر کے ٹیکسوں کے نیٹ ورک کو وسعت دینے کے نام پر افراط زر کو زائد کیا گیا، کبھی ملک میں اشیاء پیدا نہ کرنے کی غفلت کی بنا پر اس کو بڑھایا گیا۔

برطانوی معیشت دان کینز Keynes اس کی یوں نشاندہی کرتا ہے کہ تاریخ میں قدر زر کی بڑھتی ہوئی ابتری کوئی حادثہ نہیں ہے بلکہ اس

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 22, 2025

کے پیچھے دو بڑے محرکات ہیں۔ایک حکومتوں کا افلاس ہے اور دوسرا مقروض طبقے کا اعلیٰ سیاسی اثر و رسوخ ہے اور قدر زر میں کمی کر کے ٹیکسوں کی وصولی کا طریقہ کار حکومتوں میں اس وقت سے رائج ہے جب سے روم نے افراط زر کو دریافت کیا ہے۔(7)

بعد ازاں اس نظریے پر بھی حالات نے اضافہ کر دیا ہے کہ افراط زر کبھی حکومتوں کی مداخلت کے بغیر بھی ہوتا ہے ملک میں خانہ جنگی شروع ہو جائے ملک کو بدامنی کا سامنا ہو جائے، پیداواری سر گرمیاں کم ہو جائیں یا ختم ہو جائیں، اشیائے ضروریہ ناپید ہو جائیں ملک میں ضروریات زندگی کی پیداوار کم ہو جائے، روزمرہ کی اشیاء دوسرے ممالک سے درآمد کرنا پڑیں۔گندم، سبزیاں، پھل اور دیگر ترقی کی علامت والی اشیاء دوسرے ممالک سے مسلسل درآمد کرنا پڑیں تو افراط زر کی مقدار مسلسل بڑھتی رہے گی، زر اعتباری سے آج کے دور میں بہت زیادہ بے اعتمادی پیدا ہو چکی ہے اس کی ماضی میں بھی کوئی مثال نہیں ملتی ہے۔

1947 سے اب تک زر کی قدر:

خود پاکستان کی تاریخ ہمارے زر اعتباری، روپے کے حوالے سے یہ ہے کہ 1947ء میں ایک امریکن ڈالر کے مقابلے میں 3 روپے ملتے تھے یہاں سے ہم نے اپنے روپے کی قدر کا سفر شروع کیا تھا۔بجائے اس کے یہ قدر قائم رہتی اور مستقل مستحکم رہتی اور مزید آگے بڑھتی مگر روپے کی قدر ڈالر کے مقابلے میں مسلسل گرتی رہی ہے اور اب ایک ڈالر کے مقابلے میں 3 سے 300 تک جا کر گر چکی ہے اور ابھی تک تھمنے کی صورت نہیں ہے۔درحقیقت یہ پاکستانی روپے کی قدر دنیا کی کرنسیوں کے مقابلے میں ہی نہیں گر رہی ہے بلکہ اس قوم، اس وطن اور اس کے باسیوں اور باشندوں کی قدر بھی مسلسل گر رہی ہے۔کسی بھی ملک کی معیشت کا پست ہونا آج کے دور میں اس قوم کی صلاحیتوں اور قابلیتوں اور ان کے نظام حکومت اور ان کے کاروبار و تجارت زراعت و صنعت اور ان کے کل نظام حیات کا پست ہونا ہے۔

خدارا روپے کی قدر کو مزید گرنے سے بچاؤ اس قوم کو سنبھالو اور اس روپے کی قدر میں اضافہ کرو اس ملک کی معیشت کو بحال کرو۔اس کے نظام حکومت کو درست کرو اس کے حکومتی ڈھانچے میں جہاں جہاں کرپشن ہے اس کا سختی سے کلیتاً خاتمہ کرو اور اس ملک کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے والے ہر بدعنوان اور کرپٹ شخص کو عبرت کا نشان بناؤ۔بلاشبہ اس افراط زر کے اثرات اور مفاسد بہت زیادہ ہیں۔یہ ملک کے قرضوں کو بڑھاتا

CC BY

ہے یہ قیمتوں میں مسلسل اضافہ کرتاہے۔یہ ملک بیروزگاری پیدا کرتاہے،یہ لوگوں کی قوت خرید کم کرتاہے۔یہ اقوام عالم میں قوم کی قدر گھٹاتاہے۔ یہ روپے کی قدر کو بھی بے حال اور کمزور کرتاہے۔یہ معاشی سر گرمیوں کو متاثر کرتاہے۔یہ فیکٹریاں بند کراتاہے صنعتوں پر تالے لگاتا ہے۔زراعت کو بے آباد کرتا ہے،یہ عمل لوگوں کو خودکشیوں پر مجبور کرتاہے۔یہ طویل معیادی (Long term) معاہدوں پر کاری ضرب لگاتاہے۔ان کو روبعمل ہونے سے روکتاہے،افراط زر سے بچتیں saving شدید متاثر ہوتی ہیں اور وہ افراد جو بڑھاپے کی عمر میں ہوتے ہیں جو کسی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں۔جن کو بے روزگاری کا سامنا ہوتاہے جن کو بچوں کی تعلیمی کفالت کرنا ہوتی ہے اور جن کو بچوں کی شادیوں کی ذمہ داری ادا کرنا ہوتی ہے اور جن کو اپنے رہنے کے لیے مکان تعمیر کرنا ہوتاہے۔وہ افراط زر کے طوفان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ان کی مالی حالت پہلے سے زیادہ کمزور ہو جاتی ہے۔ان کا سفر امارت سے غربت کی طرف بڑھنے لگتاہے۔ان کی قوت خرید مسلسل کم ہوتی جاتی ہے۔زر کی بے قدری اور افراط زر معاشرے کو مسلسل معاشی گرداب میں پھنسا کر رکھتاہے جس سے نہ صرف سارا ملک،ساری قوم اور اس کا ایک ایک فرد متاثر ہوتاہے۔(8)

افراط زر کے نقصانات سے بچنے کے لیے لوگ اپنے سرمائے کو املاک بنانے میں صرف کر دیتے ہیں اور ان سے قیمتی اجناس خریدنے لگتے ہیں۔اسی طرح کی غیر پیداواری چیزوں میں اپنے سرمائے کو کھپانے لگتے ہیں،پیداواری چیزوں میں ان کی سرمایہ کاری رک جاتی ہے۔یوں معاشی سر گرمیاں ملک میں سرد پڑ جاتی ہیں۔افراط زر کی وجہ سے مقرر آمدنی والے لوگ اور معاشرے کے متوسط طبقات بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔افراط زر کی سب سے زیادہ زد ان ہی طبقات پر پڑتی ہے۔

یوں افراط زر معاشرے میں طبقاتی تقسیم کے عمل کو بڑھادیتاہے،انسانوں کو انسانوں سے جدا اور دور کرادیتاہے۔کم اور معینہ آمدنی والا طبقہ مسلسل بدحالی کا شکار ہوتا چلا جاتاہے جبکہ سرمایہ دار اور جاگیر دار طبقات کے لوگ افراط زر کے نقصانات سے خود کو محفوظ کر لیتے ہیں بلکہ غیر ملکی بنکوں میں اپنی رقوم رکھ کر روپے کی قدر میں کمی کا خوب فائدہ اٹھاتے ہیں اور اپنی دولت میں راتوں رات بے پناہ اضافہ کر لیتے ہیں۔غرضیکہ افراط زر سے ملک و قوم کی معاشی سر گرمیاں بہت زیادہ متاثر ہوتی ہیں اور ایسے تمام مالی معاہدات جن میں روپے کی ادائیگی مستقبل میں ہو وہ اس سے خوب متاثر ہوتے ہیں۔اس میں زمینوں اور پلاٹوں کی قیمت بڑھ جاتی ہے،عمارتوں کے کاریوں میں اضافہ ہو جاتاہے۔ملازمین کی تنخواہیں اپنی قدر میں شدید کمی کا

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 22, 2025

شکار ہو جاتی ہیں۔ زکوۃ کا نصاب بڑھ جاتا ہے، حدود اور دیتوں کی شرعی مقداروں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ موخر مالی معاہدات بیع سلم اور بیع التسیر میں زیادتی ہو جاتی ہے، مہر موجل بڑھ جاتا ہے۔ انشورنس کی ادائیگیاں کم ہو جاتی ہیں بچتوں اور امانتوں کے سرٹیفیکیٹ میں کمی ہونے لگتی ہے۔(9)

خلاصہ کلام

ہم پاکستانی معیشت کو اسلامی تعلیمات کے تناظر میں دیکھ رہے ہیں اور اس کے چند پہلوؤں کا اس محدود وقت میں مطالبہ کرتے ہیں۔ بلاشبہ اسلام ہمیشہ افراد معاشرہ کی اصلاح اور فلاح کی بات کرتا ہے اور فرد کا حکومت کے ساتھ تعلق مضبوط کرتا ہے اور معاشرے میں ایک فرد کے دوسرے فرد کے ساتھ تعلقات محکم کرنے کا تصور دیتا ہے اور اپنے افراد معاشرہ کے سامنے فقید المثال معاشی نظام پیش کرتا ہے جس میں ربو کو حرام قرار دیتا ہے، جوئے کی ممانعت کرتا ہے اور ظلم واستحصال سے کسی کا مال ہتھیانے سے سختی سے منع کرتا ہے اور محکوم اور مجبور لوگوں کے معاشی استحصال سے سختی و شدت سے روکتا ہے اور یہ باور کراتا ہے کہ کسی بھی معاشی نظام میں زر ایک ایسی شے ہے جو لوگوں کے معاشی معاملات کو منضبط کرتی ہے بائع و مشتری اور آجر و آجیر کا باہمی تعلق زر کی قدر پر ہی منحصر ہے۔ اس لیے معاشرے میں عدل وانصاف کو قائم رکھنے کے لیے اور ظلم و نزاع کو ختم کرنے کے لیے اشیاء کی قیمت کا مقیاس اور معیار ایسے زر پر ہو جس پر ثبات و قرار ہو اور جس کی مالیت ہر حال میں مستحکم رہے۔ اس لیے قرآن نے اس حقیقت کی طرف یوں اشارہ کیا:

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَ هُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا۔(9)

" اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دیا کرو اور زمین میں اس (کے ماحولِ حیات) کی اصلاح کے بعد فساد بپانہ کیا کرو۔"

اسی طرح سورہ ھود میں حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کو نصیحت کرتے ہیں:

وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَ هُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ۔(10)

" اور اے میری قوم! تم ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پورے کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دیا کرو اور فساد کرنے والے بن کر ملک میں تباہی مت مچاتے پھرو۔"

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 22, 2025

اس آیہ کریمہ میں بخس سے مراد دراہم اور دنانیر میں کمی کرنا ہے۔ان کی قدر کو قطع کرنا ہے۔(11)

یہی وجہ ہے امام ابن قیم اس مسئلہ میں بیان کرتے ہیں:

والثمن هوالمعيار الذی به يصرف تقويم الاموال فيجب ان محدودا مضبوطا لا يرتفع ولا ينخفض۔(12)

"زر ایک ایسا معیار ہے جس سے اموال کی قیمتوں کا تعین ہوتا ہے اس لیے ضروری ہے زر کی اس قدر میں ثبات ہو اور اگر عام اشیاء اور معاہدات فسادات کا شکار ہو جائیں گے۔"

اس لیے زر کی قدر میں استحکام سے ہی لوگوں کا بھلا اور نفع ہے۔امام ابن تیمیہ اس حوالے سے بیان کرتے ہیں:

ينبغي للسلطان ان يغرب لهم فلوسا تكون بقيمة العدل فحه معاملاتهم من غير ظلم لهم ولا يتجر ذوالسلطان فی الفلوس اصلا۔(13)

"حاکم وقت کو چاہیے کہ وہ ایسی کرنسی کا اجراء کرے جو لوگوں کے معاملات میں موجب عدل ہو اور ظلم کا کوئی پہلو اس میں نہ ہو حاکم وقت کے لیے یہ بات قطعاً ناجائز ہے کہ کرنسی کی قدر کو بڑھا کر اپنے لیے اسے ذریعہ آمدن بنائے۔"

اور اسی حقیقت کا اظہار ہمیں حدیث رسول ﷺ سے بھی میسر آتا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے کرنسی کی قدر میں خواہ مخواہ اور اس کی اہمیت میں بلاجواز قطع و برید سے بھی منع فرمایا ہے۔امام احمد بن حنبل اور امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

نهى رسول الله ﷺ ان تكسر سكة المسلمين الجائزة بينهم الا من باس۔(14)

"رسول اللہ ﷺ نے شدید ضرورت کے بغیر مسلمانوں کے مابین رائج سکے کی قطع و برید سے منع فرمایا ہے۔"

یہی وجہ ہے کہ مسلم فقہاء اور معاشی ماہرین نے سکے و کرنسی کی قدر میں بلاجواز کمی سے سختی سے منع فرمایا ہے اور اس کی کڑی سزا تجویز کی ہے۔قاضی ابویعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ حاکم وقت کو چاہیے کہ وہ کرنسی سے متعلق بے اعتدالیوں سے بے خبر نہ رہے بلکہ ان جرائم کے محرکات کی تفتیش کر کے ذمہ دار عناصر کو سخت سزا دے اور انہیں نمونہ عبرت بنا کر بازاروں میں گھمائے اور ان کو محبوس رکھا جائے اور کسی معتمد ماہر فن کو کرنسی کے معاملات کی دیکھ بھال پر مامور کیا جائے تاکہ لوگوں کی دینی اور دنیوی مصلحتوں کو پورا کیا جا سکے۔

گویا زر کی قدر میں کمی اور افراط زر یہ سب کے سب قرآنی لفظ "بخس" کے حکم میں آتے ہیں،اس لیے کرنسی کی قدر میں کمی یہ حاکم اور

CC BY

رعایا دونوں کے لیے نقصان دہ ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ لوگوں کے مالوں کو ناجائز طریقے سے کھانا اور ہڑپ کرنا ہے اور یہ عمل اکل اموال الناس بالباطل کے میزان پر تلتا ہے۔

اس لیے امام سیوطی فرماتے ہیں کہ لوگوں کے درمیان معروف معاملات کو کالعدم قرار دینا حاکم وقت کے لیے مکروہ عمل ہے۔(15)

افراط زر عصر حاضر میں قرآنی لفظ لا یبخس کی ایک عملی شکل ہے اس سے اگرچہ لوگوں کے اموال میں ظاہری اعتبار سے کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا ہے مگر ان کے اموال کی مالیت میں معنوی کمی آتی ہے۔ جیسے آج کل اشیاء کے عرق اور جوہر کو جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے کشید کر لیا جائے تو ان اشیاء کی ظاہری صورت میں کوئی تبدیلی نہ دکھائی دے گی جبکہ ان کی حقیقی قدر میں کمی واقع ہو چکی ہو گی۔اسی طرح آج کی حکومتیں افراطِ زر کے ذریعے لوگوں کے اموال کی قوتِ خرید کو کشید کر لیتی ہیں اور ان کی قوت خرید میں کمی کر دیتی ہیں جس سے زر کی ظاہری معیت تو قائم رہتی ہے مگر اس کی قدر Value گر جاتی ہے۔یوں حکومت لوگوں کے مال کی حفاظت کامل سے غفلت کی مرتکب ہوتی ہے اور عملِ سوء کا ارتکاب کرتی ہے جو کہ شرعاً معقول عذر کے بغیر جائز نہیں ہے۔(16)

غرضیکہ پاکستان کی معیشت کے استحکام کے لیے ضروری ہے کہ اس Fiscal policy مالیاتی پالیسی ہمیشہ مستحکم رہے اور اس کی کرنسی وقتی اتار چڑھاؤ سے محفوظ رہے اور افراط زر کے عوامل کو امکانی حد تک کم کیا جائے تاکہ لوگ اپنے حقوق اور فرائض کو ظلم و بخس سے محفوظ رکھ سکیں۔معیشت کے باب میں اسلامی تعلیمات کے یہی روشن نکات اور اقدامات ہیں۔

آج وطنِ عزیز پاکستان کے لیے سب سے بڑا چیلنج معاشی مسئلہ بنا ہوا ہے۔ہماری معیشت عدمِ استحکام سے دوچار ہے معاشرے کے عام افراد کچھ لوگوں کے جرائم اور گناہوں کی سزا بھگت رہے ہیں۔اسی طرح کچھ لوگوں کا عملِ استحصال دوسروں کو ان کے بنیادی حقوق سے محروم کر رہا ہے۔ یہ وطن، یہ ملک، یہ خطہ، یہ پاکستان ہمارے گھر کی طرح ہے۔گھر اور قبیلے کا سربراہ اور سردار اگر معاملہ فہم ہو، صلاحیت اور قابلیت کی اعلیٰ صلاحیتوں سے مزین ہو اور اصول حکمرانی اور نگہبانی امور سے کامل آگاہ ہو اور اپنے گھر اور خاندان کے ہر گھر میں خوشحالی دیکھنا چاہتا ہو۔ہر شخص کی زندگی میں سکون و اطمینان دیکھنے کا خواہشمند ہو سب کی عزت کا محافظ ہو سب کے لیے مہربان و مشفق ہو سب کے گھروں میں چولہا جلتا ہوا دیکھنا چاہتا ہو۔

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 22, 2025

سب کو باعزت زندگی گزارنے کے مواقع فراہم کرتا ہو، تبھی قوم اس کے لیے جانثار ہوگئی اور اپنے پیارے وطن کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار ہوگئی،

یہی وہ تمنا ہے اور یہی وہ خواہش ہے جو پاکستان کا ہر باسی احمد ندیم قاسمی کی زبان سے اپنی زبان پر یوں لاتا ہے:

خدا کرے میری ارض پاک پر اترے
وہ فصل گل جسے اندیشہ زوال نہ ہو
یہاں جو پھول کھلے وہ کھلا رہے برسوں
یہاں خزاں کو گزرنے کی بھی مجال نہ ہو
یہاں جو سبزا اگے وہ ہمیشہ سبز رہے
اور ایسا سبز کہ جس کی کوئی مثال نہ ہو
ہر ایک خود ہو تہذیب و فن کا اوج کمال
کوئی ملول نہ ہو کوئی خستہ حال نہ ہو
خدا کرے کہ میرے اک بھی ہم وطن کے لیے
حیات جرم نہ ہو زندگی وبال نہ ہو

حوالہ جات

1. طہ،20: 124
2. ابن جوزی، جمال الدین عبدالرحمن بن علی، ابوالفرج، زاد المیسر، ج5، ص330
3. البقرہ،2: 61
4. ہاشمی، محی الدین، ڈاکٹر، موخرادائیگیوں پر افراط زر کے اثرات، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ص37
5. الرعد،13: 11
6. ہاشمی، محی الدین، موخرادائیگوں کے افراط زر پر اثرات، ص38
7. Keynes JMM. Treat on monetary reform,4
8. محی الدین ہاشمی، موخرادائیگیوں کے افراط زر پر اثرات، ص38
9. ڈاکٹر محی الدین ہاشمی، موخرادائیگیوں پر افراط زر کے اثرات شرعی نقطہ نظر، ص38
10. الاعراف،7: 85
11. ھود،11: 85
12. ابن عربی، محمد بن عبداللہ، ابو بکر، احکام القرآن، دارالکتب العلمیہ، 7: 1063، ابن تیمیہ، مجموع الفتاویٰ،6،2
13. ابن قیم، محمد بن ابی بکر، شمس الدین، اعلام الموقعین، دارالکتب العلمیہ، 2: 156

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 22, 2025

14. ابن تیمیہ، تقی الدین، مجموع الفتاویٰ،29دارالوفا،،169
15. السجستانی، سلیمان بن اشعث،ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب فی کسر الدراہم،3: 271،رقم الحدیث3449
16. سیوطی، عبدالرحمن بن ابی بکر،امام،الحاوی للفتاوی،دارالکتب العلمیہ، 1: 100
17. ڈاکٹر محی الدین ہاشمی، موخرادائیگیوں پرافراط زر کے اثرات، ص48

OPEN ACCESS